

میں نے گھڑی ضرور اتار دی تھی، لیکن میں ابھی ماننے والوں میں پوری طرح شامل نہ تھا۔ میرے دل میں ان گنت ایسے سوال تھے جو اقبال سے جواب کے خواہش مند تھے..... مجھے اچانک امریکہ چھوڑتے ہوئے دکھ ہو رہا تھا۔ وہاں پاکستان میں میرا کون تھا؟ وہاں تو میں اس خوشی سے بھی محروم ہو جاؤں گا جو جمشید اور قیصر مجھے دیا کرتے تھے..... مجھے تو اس ہیلکوپٹر کو چھوڑنے کا بھی دکھ تھا جہاں بیٹھ کر میں دائرے کا سفر کیا کرتا تھا۔ ماضی کی گلیوں میں گھومتا تھا۔ اڈھورے مسائل کو بار بار سلجھانے میں مصروف رہتا۔ بوڑھے آدمی کو اپنی ساری اہمیت خیال ہی سے تو ملتی ہے۔

مجھے وہ دن یاد آ گیا جب میں امریکہ پہلے روز اپنی ٹرولی میں دو بیگ دھرے آیا تھا۔ مجھے اتنے بڑے ایئر پورٹ پر درست Exit کی تلاش تھی۔ پھر لمبے برآمدے میں لوگوں کا ایک ریلا کسی نئی فلائٹ سے داخل ہوا اور Escalator پر سوار ہوگا۔ میں کافی دیر سے پریشان چلا آ رہا تھا۔ مجھے ارجمند اور بلال کہیں نظر نہ آئے۔ پھر مجھے ایک سردار جی نظر آ گئے۔ میں ان کے قریب گیا جیسے پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔ وہ ایک لفافے سے چپس کھا رہے تھے۔

سردار جی میں کچھ گڑبڑا گیا ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ باہر جانے کا راستہ کون سا ہے؟

انہوں نے مسکرا کر میری جانب دیکھا  
پہلی بار امریکہ آئے ہیں ویرجی؟

جی سر.....

”بس یہ ملک ہی ایسا ہے۔ یہاں آ کر آدمی گڑبڑا تا ضرورت ہے..... وہ سامنے گیٹ نمبر انیس سے چلی جائیں، لفٹ لگی ہے..... نیچے جا کر کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ سامنے سڑک نظر آتی ہے نہ سمجھ آئے تو ضرور کسی سے پوچھ لیں۔ یہ امریکی لوگ بڑے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔“

”میری بیٹی اور داماد کو مجھے لینے آنا تھا۔ وہ تو کہیں نظر نہیں آئے۔۔۔۔۔ میرا تو رونے کو جی چاہتا ہے۔“

سردار جی ذرا سا مسکرائے اور بولے ”واہگرو کی سونہہ۔۔۔۔۔ امریکہ میں جب بھی کوئی آتا ہے تو اس کا رونے کو جی چاہتا ہے۔ ستی ویہاں سو۔ اس ملک سے جب کوئی جاتا ہے تو بھی وہ روتا ضرورت ہے۔ پتہ نہیں کیا بھید ہے۔ آنے پر بھی رونا جانے پر بھی رونا۔۔۔۔۔“

میرا سامان جاچکا تھا۔ صرف ایک ہینڈ بیگ کندھے سے لٹکا تھا۔ بلال اور راجندر ہاتھ ہلا ہلا کر مجھے اللہ حافظ کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ قیصر اور جمشید کے اب صرف چھوٹے چھوٹے ہاتھ نظر آ رہے تھے۔ پاکستان والے گیٹ وے میں داخل ہو کر مثل نما راستے پر چلنے لگا۔

نہ جانے کیوں میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ سردار جی ٹھیک کہتے تھے۔ اس دیس میں آمد پر بھی مسافر روتا ہے اور رخصت کے وقت بھی اس کی آنکھیں نم رہتی ہیں۔

اقبال کے ساتھ کسی قسم کا مرئی رشتہ نہ تھا، لیکن اس کی بات مان لینے کے بعد یہاں وہاں کچھ باقی نہ رہا تھا۔ میں کسی کو کیا بتاتا کہ بابا آدم جب اماں حوا کی بات مان چکے تو ان کے پاس جلا وطنی کے علاوہ کوئی چوائس نہ تھی!

☆☆☆☆

----- ختم شد -----  
The End